شانتی نگر کا المیہ

دنیا کے عالمی مذاہب نے انسان کو خدائی آرٹ کا شاہکار اور اس کی خدمت کو ایک فضیلت اور نیکی قرار دیا ہے۔ مسلم اہل فکر نے اسے خدائی جمال' جلال اور قدرت کا مظہر کہا ہے۔ خدا کی بندگی اور اس کے بندوں کی خدمت اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔

رسول کریم ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے: "ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اس کی نگاہ میں وہی عزیز تر ہے جو اس کے کنبے کے لیے نیک تر ہے۔" (الخلق عیال اللّٰہ' احبھم ابرھم لعیالہ) شاید یہی وجہ ہے کہ امام رازی نے اسلام کی تعریف کرتے ہوئے نہایت ہی اختصار اور ایجاز سے کہا: "اللہ کے ساتھ اخلاص اور مخلوق کے ساتھ حسن اخلاق" (الاخلاص مع الحق و الخلق مع الخلق)

چنانچہ مسلمانوں نے نہ صرف اپنے دور عروج میں بلکہ عہد انحطاط میں بھی تمام پیغمبروں' تمام مذاہب کے بانیوں کا ہمیشہ احترام کیا اور اپنے ملکوں میں غیر مسلم شہریوں کی عزت و ناموس' مذہب' جان اور مال کے تحفظ کو ریاست کا بنیادی فرض قرار دیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ تاریخ نے بھی بغیر کسی تحفظات کے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ قرون وسطیٰ میں جب انسانی وقار اختلاف رائے یا مذہب کی بنا پر تشدد کا نشانہ بنتا تھا' مسلم ریاستوں میں غیر مسلم شہری' خاص طور پر یہودی مکمل طور پر امن و آشتی کی زندگی بسر کرتے تھے اور جب کبھی کسی حکمران نے اقتدار کے نشے میں مدہوش ہو کر کوئی غلط قدم اٹھایا' تو اہل

علم نے بادشاہ وقت کو ٹوکا اور اس کے غلط رویے سے اپنی بیزاری کا اعلان کیا۔ عہد حاضر کا یہ واقعہ بھی مسلم حکمرانوں کی رواداری اور وسعت ظرف کی تاریخ میں ہمیشہ دلچسپی سے پڑھا جائے گا کہ جب دوسری عالم گیر جنگ میں نازی جرمنی کی فوجیں پولینڈ میں داخل ہوئیں' تو انہوں نے پولینڈ کی یہودی آبادی کے خلاف اپنی پالیسی کو دہرایا اور نازی رہنما ریشماں نے کہا تم (یہودی) مالی تاوان دے کر اپنی جان بچا کر اپنی پسند کے ملک میں جاسکتے ہو۔ چنانچہ یہودیوں نے مالی تاوان دیا اور ترکی جانے کی اجازگ مانگی۔ کیوں کہ وہ مسلم ممالک میں ہمیشہ امن و آشتی سے زندگی بسر کرتے رہے ہیں۔ یاد رہے کہ جب ۱۹۶۴ء میں نازی لیڈر ریشمان کو ارجنٹائن سے اسرائیل لایا گیا اور اس پر مقدمہ چلا تو اسرائیل میں آباد پولش یہودیوں نے مندرجہ بالا بیان عدالت میں دیا۔

ہم یہاں مذہبی رواداری اور اظہار عقیدہ کی آزادی کے متعلق مسلم ریاستوں کی تابناک تاریخ کی داستان کو طول دینا نہیں چاہتے' کیوں کہ اب یہ راز راز نہیں رہا۔

افسوس! آج پاکستان میں مسلمانوں کا ایک گروہ اپنی نادانی سے اپنے ہی ہاتھوں روشن تاریخ کو چاک کر رہا ہے۔ اگر آج انسانوں کی ایک جماعت مادیت اور مال و دولت کی چمک سے شکست کھا کر معاشرے کے لیے وبال بنی ہوئی ہے' تو مذہبی جنونی بھی جنون و حماقت کی راہ پر چل کر فتنہ و فساد بپا کر رہے ہیں اور اپنی مذہبی' اخلاقی اور روحانی روایات سے خیانت۔ اس کی ایک بد ترین مثال شانتی نگر کا المیہ ہے۔

شانتی نگر' خانیوال سے قریب ایک مسیحی بستی ہے' جس میں تقریباً پندرہ ہزار آدمی بستے ہیں۔ یہ لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کے پیرو ہیں۔ چند سو مسلمان بھی اس بستی میں رہتے ہیں۔ ۵'۶ر فروری ۱۹۹۷ء کو خانیوال اور اس کے آس پاس رہنے والے مسلمانوں کو بتایا گیا کہ شانگی نگر میں نہ صرف قرآن

مجید کی بے حرمتی کی گئی ہے بلکہ بے حرمتی کرنے والے بد بخت آدمی نے ان اوراق پر اپنا نام بھی لکھ دیا ہے۔ چنانچہ اس خبر کو بار بار لاؤڈ سپیکر سے نشر کیا گیا اور سادہ لوح مسلمانوں کو شانتی نگر پر حملے کے لیے اکسایا گیا' لیکن کسی معقول اور شریف آدمی نے یہ نہ پوچھا کہ اس خبر کی حقیقت کیا ہے؟ کیوں کہ کوئی بھی سمجھ بوجھ کا مالک خواہ اس کا کوئی بھی مذہب ہو' کسی مذہب کی آسمانی کتاب کی بے حرمتی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا' اور اگر کسی پاگل نے یہ حرکت کی تھی تو وہ مقدس اوراق پر اپنا نام کیوں لکھے گا۔ چنانچہ سادہ لوح لوگ اس "بھیانک سازش" کا شکار ہوئے کیوں کہ عام لوگ بڑی آسانی سے نعرے بازی' بے ہنگم جوش و خروش اور ہنگامہ پروری کا شکار بن جاتے ہیں۔ چنانچہ ہزاروں انسانوں کا یہ ہجوم شانتی نگر کی طرف بڑھا' اور دیکھتے ہی دیکھتے گھروں کو لوٹ لیا گیا۔ عبادت گاہوں (کلیسا) کو آگ لگا دی گئی۔ بچوں' عورتوں اور بوڑھوں کی آہ و بکا سننے سے انکار کر دیا گیا اور چشم زدن میں ۱۹۱۶ء میں آباد ہونے والی انسانی بستی ویران ہو گئی۔ پولیس کچھ نہ کر سکی' آخر فوج کو بلانا پڑا' اور یہ خوف ناک ہنگامہ فرو ہوا۔ لیکن اس کی گونج لندن اور واشنگٹن میں بھی سنی گئی اور یوں دنیا کے بازار میں پاکستان کی رسوائی ہوئی۔

اس المیہ کا ایک افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ یہ حادثہ رمضان کے مبارک مہینے میں پیش آیا اور اس ماہ سے وابستہ مقدس روایات کو۔ خدا ترسی' ضبط و تحمل' عاجزی و انکساری' تزکیہ نفس' عفو و کرم اور انسانی دوستی۔ سربازار پامال کیا گیا۔ "انا للہ و انا الیہ راجعون"

اس ہولناک سانحہ پر سیاسی حلقوں کی طرف سے کوئی آواز نہ اٹھی' وہ شاید ابھی تک قومی انتخاب کے سحر سے باہر نہیں آسکے تھے۔ جماعت اسلامی اور چند علماء نے اس سانحہ کی مذمت کی' جماعت اسلامی نے تو بد نصیب غریبوں کے لیے مالی امداد بھی بھجوائی۔

بعد میں وزیر اعظم اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ بھی شانتی نگر گئے اور اس کی آبادی کے لیے احکام صادر کیے۔ بے شبہ گرے ہوئے مکانات' شکستہ عبادت گاہیں دوبارہ بن جائیں گی۔ لیکن انسانی دلوں کی ویران بستی کو کون آباد کرے گا؟

دیدنی ہے شکستگی دل کی
کیا عمارت غموں نے ڈھائی ہے

چنانچہ دلوں کی ویران بستی کو آباد کرنے کے لیے ملک اور خاص طور پر پنجاب کے اہل درد' اصحاب دانش' اور علمائے دین کو ایک منصوبے کے تحت شانتی نگر کی مادی اور معنوی امداد کے لیے کام کرنا پڑے گا۔ سکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والے غریب بچوں کے لیے کام کرنا از بس ضروری ہے' کیوں کہ جن والدین نے رات دن مزدوری کر کے ان کی فیسوں کے لیے روپے اکٹھے کیے تھے' وہ اس ہنگامہ کی نذر ہو گئے۔ بعض رپورٹوں میں کہا گیا ہے کہ پولیس کے بعض غیرذمہ دار آدمیوں نے ان کی پونجی کو لوٹ لیا۔ غرضیکہ سماجی اداروں' اہل خیر اور اہل علم کو سرکاری سطح پر کی جانے والی کوششوں میں حکومت کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔ نیز یہ کہ اس فساد میں حصہ لینے والوں کو قانون کے کٹہرے میں لانا چاہیے۔ وہ کسی قسم کی رو رعایت کے مستحق نہیں۔ کیوں کہ "اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو بدی کا پردہ فاش کرو' اگر تم خدا کی خوشنودی چاہتے ہو تو شیطان کو ناخوش کرنے سے نہ ڈرو۔" اپنے بھائیوں کے مجروح وقار اور زخمی احساسات پر مرہم رکھنے کے لیے ہمیں ہر ممکن سعی و عمل سے کام کرنا ہو گا' یہی ایک راہ ہے جس پر چل کر ہم اس بدنما داغ کو دھو سکتے ہیں' جسے ہنگامہ پرور بیمار لوگوں نے اسلامی روایات کے اجلے دامن پر لگایا ہے۔ جس سے اہل پاکستان کی روحیں تڑپ اٹھیں ہیں اور وہ اقبال و جناح کی روحوں کے سامنے شرمسار ہیں۔ یاد رہے آج سے کچھ عرصہ پہلے اسی قسم کا خوفناک فساد گوجرانوالہ میں

کرایا گیا تھا' اس وقت اس بربریت کا نشانہ ایک مسلمان حافظ قرآن بنا تھا۔ بد قماش فسادیوں نے اس پر قرآن مجید کی بے حرمتی کا الزام لگایا' اور لاؤڈ سپیکر سے بار بار اعلان کر کے لوگوں کی "حمیت دینی" سے اپیل کی گئی۔ جب حافظ قرآن اپنا خون دے چکا تو پتہ چلا کہ اس ہنگامے میں ذاتی عناد کام کر رہا تھا۔ "ربنا ظلمنا انفسنا' ان لم تغفرلنا' وتر حمنا' لنکونن من الخسرین" پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا' اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے (سورہ اعراف)

کہا جاتا ہے کہ توہین رسالتؐ سے متعلق جو قانون بنایا گیا ہے' اس کا غلط استعمال کرتے ہوئے مجرم لوگ اپنا خونی کردار ادا کرتے ہیں' جب معاشرے میں عمومی طور پر جھوٹ' رشوت' ہوا و ہوس اور کرپشن کا بول بالا ہو' تو مجرم لوگوں کے لیے اس قانون کے پردے میں اپنا کھیل کھیلنا آسان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس قسم کے افسوسناک واقعات بار بار دہرائے جا رہے ہیں' جن کے پیش نظر اس قانون پر نظرثانی کا مطالبہ اپنے اندر وزن رکھتا ہے۔ ہمیں مذہب کے تقدس' انسانی وقار اور ملک کے عمومی مفاد کی خاطر اپنے سیاسی طرز عمل اور قانون کا جائزہ لینا چاہیے اور اس حقیقت سے ہمیشہ باخبر رہنا چاہیے کہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان کی معزز مسیحی برادری نے پاکستان کی حمایت کی تھی اور متحدہ پنجاب کے سپیکر اور مسیحی برادری کے رہنما مسٹر ایس۔ پی سنگا نے ۱۹۴۲ء میں بانی پاکستان کی حمایت کا نہ صرف اعلان کیا تھا' بلکہ لاہور میں سینٹ جونز ہوسٹل کے مسیحی طالب علموں نے پاکستان کی حمایت میں مظاہرہ بھی کیا تھا۔ "فھل من مدکر" (تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے)۔

رشید احمدؒ (جالندھری)